ملفوظاتِ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

الإمام المحدث أبو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ

محمود اشرف عثمانی

استاذ الحدیث ونائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ دار العلوم کراچی

باہتمام : محمد قاسم استوری

طبع جدید : جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ

مطبع : زم زم پرنٹنگ پریس

ناشر : مکتبہ دارالعلوم کراچی

فون : 5042280 - 5049455

ای میل : mdukhi@cyber.net.pk

ملنے کے پتے

- مکتبہ دارالعلوم کراچی
- ادارۃ المعارف احاطہ دارالعلوم کراچی
- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
- دارالاشاعت اردو بازار کراچی
- بیت الکتب گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملفوظات امام احمد بن حنبلؒ

الأمام المحدث أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني رحمهُ الله تعالى

(۱۶۴............۲۴۱ھ)

(۱)......امام احمد بن محمد بن حنبل جنہیں دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل کہا جاتا ہے، ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد شہر میں پیدا ہوئے۔ والد کا انتقال ان کے بچپن میں ہوگیا تھا اس لئے دادا نے ان کی پرورش کی اور انہی کی طرف منسوب ہوئے۔ قبیلہ شیبان سے تعلق تھا جو عربی قبیلہ ہے اور نزار بن معد بن عدنان پر جا کر اس قبیلہ کا سلسلہ حضور ﷺ کے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔ ان کے والد فوج سے تعلق رکھتے تھے اور دادا ایک زمانہ میں سرخس کے گورنر بھی رہے۔

والد کے انتقال کے بعد والدہ نے ان کی دینی تربیت کی، قرآن مجید حفظ

کرایا، علم لغت میں مہارت دلوائی، زندگی گذارنے کے آداب سکھائے اور علم کا شوق اس حد تک پیدا کیا کہ بعد میں شدت محبت کی وجہ سے خود انہیں اس میں اعتدال کی ترغیب دینی پڑی۔

(۲)[۱] ...... فرمایا کہ میں حدیث حاصل کرنے کے لئے صبح صبح گھر سے نکل جاتا تو بعض اوقات میری والدہ میرا دامن پکڑ کر فرماتیں ''صبح تو ہونے دو کم از کم فجر کی اذان تو ہو جائے''۔

(۳) ...... سولہ سال کی عمر میں علم حدیث شریف کی طلب کا آغاز کیا۔ امام مالکؒ کے انتقال کے بعد حدیث شریف کا سب سے بڑا حلقہ امام ابو یوسفؒ کا تھا۔ جو امام ابوحنیفہؒ کے اہم ترین شاگرد تھے۔ خود امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ میں نے سب سے پہلے حدیث شریف امام ابو یوسفؒ سے حاصل کی اس وقت میری عمر سولہ سال تھی اور اسی سال امام مالکؒ اور حضرت حماد بن زید کا انتقال ہوا۔ (ص:۲۳)

(۴) ...... فرمایا: میں حضرت جریر بن عبدالحمید کے پاس ''ری'' جانا چاہتا تھا۔ اس سفر کے لئے پچاس درہم کی ضرورت تھی مگر میرے پاس کچھ نہ تھا چنانچہ ساتھی چلے گئے اور میں رہ گیا۔

(۵) ...... فرمایا: میں یمن حضرت ابراہیم بن عقیل کے پاس گیا۔ ان تک پہنچنا مشکل تھا مگر میں ان کے دروازہ پر دو دن پڑا رہا یہاں تک کہ مجھے موقع مل گیا

---

(۱) ملفوظ نمبر۲ سے شروع ہونے والے ملفوظات امام ابن الجوزی (۵۱۱۔۵۹۷ھ) کی کتاب 'مناقب الامام احمد بن حنبلؒ ''(مطبوعہ دارالآفاق الجدیدۃ بیروت ۱۳۹۳ھ) سے ماخوذ ہیں۔

اورانہوں نے مجھے دوحدیثیں سنائیں ان کے پاس ''وہب عن جریر'' کی احادیث تھیں مگر مجھے صرف دوحدیثوں کے سننے کا موقعہ ملا۔

(۶)......احمد بن سنان فرماتے ہیں کہ بغداد سے احمد بن حنبل سمیت ایک جماعت حضرت یزید بن ہارون کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ کئی لوگوں نے مجھ سے قرض لیا اور بعد میں واپس بھی کردیا لیکن احمد بن حنبل نے قرض نہیں لیا بلکہ اپنی چمڑہ کی واسکٹ مجھے دی جو میں نے سات درہم میں فروخت کی اور انہوں نے اس سے اپنا کام چلایا۔

(۷)......امام احمد بن حنبل کے بیٹے صالح فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کو دیکھا (جبکہ ان کی عمر خاصی زیادہ ہوچکی تھی) کہ وہ قلم دوات لئے چلے جارہے ہیں۔ اس نے کہا اے ابوعبداللہ آپ مسلمانوں کے امام ہوگئے ہیں اور اتنے اونچے مقام پر فائز ہیں اب بھی یہ قلم دوات۔ فرمایا: اس کا ساتھ قبر تک ہے:

مع المحبرة الى المقبرة (ص:۳۱)

(۸)......فرماتے تھے کہ میں علم حاصل کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے قبر میں داخل کردیا جائے۔

(۹)......محمد بن اسماعیل الصائغ کہتے ہیں کہ میں بغداد میں اپنے والد کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے ایک ہاتھ میں جوتے ہیں اور وہ تیزی سے (علمی مجلس کی طرف) دوڑے جارہے تھے، میرے والد نے ان کا دامن تھاما اور عرض کیا، آپ ان لڑکوں کے ساتھ علمی مجالس کی طرف کب تک

جاتے رہیں گے؟ فرمایا موت تک۔ (ص:۳۲)

(۱۰)......مکہ مکرمہ کے ابو بکر بن سماعہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل آ کر ہمارے یہاں مقیم ہوئے، میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ یہ نیک آدمی ہیں ان کی خدمت کیا کرو، میں ان کی خدمت کرتا تھا، ایک دن وہ حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے پیچھے ان کے حجرہ میں چوری ہوگئی ان کے کپڑے اور سامان سب چور لے گئے۔ امام احمد بن حنبل واپس آئے تو میری والدہ نے انہیں بتایا کہ تمہارے حجرہ میں چوری ہوگئی ہے۔ امام نے پوچھا میری حدیث کی دستاویزات کا کیا ہوا؟ میری ماں نے کہا وہ موجود ہیں طاق میں رکھی ہوئی ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ مطمئن ہوگئے اور پلٹ کر اپنے سامان کے بارے میں نہیں پوچھا۔

(۱۱)......عبداللہ بن احمد بن حنبل بتاتے ہیں کہ جب میرے والد مکہ مکرمہ سے واپس آئے تو کمزور تھے اور کمزوری اور تھکاوٹ کا ان پر نمایا اثر تھا۔ میں نے عرض کیا آپ نے بہت تکلیف اٹھائی۔ فرمایا ہمیں ''زہری عن سالم عن عبداللہ بن عمر'' اور ''زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃؓ کی جو احادیث عبدالرزاق سے ملیں اس کے مقابلہ میں یہ مشقت کیا چیز ہے ؟ (ص:۳۳)

(۱۲)......امام احمد بن حنبل کے اساتذہ میں امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ، اسماعیل بن ابراہیم (ابن علیہ) اسحاق بن راہویہ، جریر بن عبدالحمید، خلف بن ایوب، سفیان بن عیینہ، سفیان بن وکیع بن الجراح، ابوداؤد السجستانی، ضحاک بن مخلد، فضل بن دکین، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ سمیت ایک طویل فہرست ہے جو امام کی سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ محدثین اور فقہاء کے علاوہ اپنے زمانہ

کے مشہور صوفیاء اور فقراء کی خدمت میں بھی حاضری دی اور ان سے زہد و عبادت کے آداب سیکھے۔

(۱۳)......عمرو ناقد کہتے ہیں کہ ہم حضرت وکیع بن الجراح کی خدمت میں تھے کہ حضرت امام احمد بن حنبل آئے اور طالب علموں کی طرح انتہائی تواضع سے سامنے خاموش بیٹھ گئے میں نے کہا اے ابوعبداللہ شیخ تو آپ کی بہت عزت کرتے ہیں لیکن آپ ان کے سامنے بالکل بات نہیں کرتے؟ فرمایا اگر وہ میرا اکرام کرتے ہیں تو مجھے ان کی اور زیادہ تعظیم کرنی چاہیئے۔

(۱۴)......خلف فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل مجھ سے ابوعوانہ کی حدیثیں سننے کے لئے آئے میں نے چاہا کہ وہ اٹھ کر میرے پاس آجائیں مگر وہ طالب علموں کی طرح سامنے بیٹھے رہے اور فرمایا میں آپ کے سامنے ہی بیٹھوں گا ہمیں حکم ہے کہ اپنے اساتذہ کے سامنے تواضع اختیار کریں۔

(۱۵)......احمد دورقی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم ایک حدیث کئی کئی اساتذہ سے سنتے ہیں پھر بھی اطمینان نہیں ہوتا تو جو شخص صرف ایک طریق سے حدیث لے اسے کیسے اطمینان ہو جاتا ہے؟

(۱۶)......ابوالقاسم بن الخیلی نے فرمایا کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ کی شہرت کی وجہ ان کی آزمائش ہے (جو خلق قرآن کے مسئلہ میں انہیں پیش آئی) لیکن حقیقت یہ نہیں ہے، امام احمد بن حنبلؒ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ سارے علوم ان کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

(۱۷)......مشہور محدث یحییٰ بن معین سے دکان کے اجارہ کا ایک مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا یہ ہمارا میدان نہیں احمد بن حنبل سے پوچھو۔

(۱۸)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا لوگ آپ کے لئے بہت دعا کرتے ہیں فرمایا مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں میرے لئے استدراج نہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روم کے علاقہ میں جہاں جہاد ہو رہا ہے وہاں لوگ آپ کے لئے دعا کرتے ہیں اور آپ کی طرف سے گولہ پھینکتے ہیں تو وہ ٹھیک نشانہ پر جا کر لگتا ہے تو امام کا چہرہ بدل گیا اور فرمایا: کاش یہ استدراج نہ ہو۔ پھر مجھ سے فرمایا: کیا یہ استدراج نہیں ہوسکتا؟

فائدہ: استدراج کا مطلب ڈھیل دینا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی کافر فاسق کو نعمتوں سے نواز کر اسے ڈھیل دیتے ہیں جو اس کے لئے خیر نہیں ہوتی بلکہ آخرت میں سخت پکڑ کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ متقی اللہ والے کو جو نعمتیں عطا کی جاتی ہیں وہ کرامت کہلاتی ہیں امام نے اپنے آپ کو تکبر اور عجب سے بچانے کیلئے استدراج کے خطرہ کا ذکر کیا تاکہ تواضع حقیقی ملحوظ رہے۔۱۲م

(۱۹)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں ایک نصرانی طبیب کو علاج کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے پاس لایا تو وہ کہنے لگا کہ میں کئی سال سے آپ کے دیدار کا مشتاق تھا آپ کی زندگی اور بقا میں صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ سارے جہاں والوں کا فائدہ ہے۔ ہم بھی آپ کی عظمت کے قائل ہیں۔ مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ دنیا بھر کے لوگ آپ کے لئے دعا گو ہیں فرمایا: جب آدمی اپنی حقیقت کو پہچانتا ہے تو لوگوں کا کلام اسے کچھ نفع نہیں دیتا۔ (۱)

---

(۱) دور حاضر میں اس کی ایک نظیر احقر نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے کہ جو احقر کے شیخ حضرت حاجی محمد شریف قدس سرہ کے سامنے ان کی تعریف کرتا تو وہ اس طرح ہنستے جیسے ہم نے انہیں کوئی لطیفہ سنایا ہے اور پھر فرماتے ''مجھے اپنی حقیقت خوب معلوم ہے''۔۱۲م

(۲۰)......دوسرے جلیل القدر ائمہ کی طرح امام احمد بن حنبل بھی اعتقادات میں فضول بحثوں کو سخت ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عقائد میں کلام کرنے والوں کے پاس مت بیٹھا کرو اگر چہ وہ سنت کا دفاع کر رہے ہوں۔ (۱)

(۲۱)......فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں گستاخی کر رہا ہے تو اسے دین اسلام میں متہم سمجھو۔ (ص: ۱۶۰)

(۲۲)......فرمایا جو شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضلیت دیتا ہو اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا۔

(۲۳)......فرمایا خلافت سے حضرت علیؓ کی زینت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ خلافت کو حضرت علیؓ سے زینت نصیب ہوئی۔

(۲۴)......ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم کرے حضرت معاویہؓ ہوں یا حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہوں یا حضرت مغیرہؓ بن شعبہ ان سب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (سورۃ الفتح)

(۲۵)......ایک شخص نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلافات کے بارے میں سوال کیا تو کوئی جواب نہیں دیا۔ کسی نے عرض کیا کہ سوال کرنے والے یہ صاحب بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں (آپ ان کے سوال کا جواب

---

(۱) یعنی وہ تو شاید مجبوری سے یہ کام کر رہے ہوں گے لیکن تمہارے بارے میں ڈر ہے کہ تم کہیں تشکیک و شبہات میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ ۱۲م

دیکھئے) فرمایا:

تلک امۃٌ قد خلت لھا ما کسبت و لکم ما کسبتم ولا تسألون عما کانوا یعملون

وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کے کام آئے گا وہ جو انہوں نے کیا اور تمہارے کام ہے وہ جو تم نے کیا اور ان کے کاموں کے بارے میں تم سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا۔ (سورالبقرۃ)

(۲۶)...... ایک شخص نے حضرت امام کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسلام پر زندہ رکھے فرمایا اسلام پر اور سنت پر۔ [1]

(۲۷)...... میمونی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام نے فرمایا خبردار کبھی ایسا موقف اختیار نہ کرنا جس میں تمہارا کوئی امام اور مقتدی نہ ہو۔ (ص:۱۷۸)

(۲۸)...... موسیٰ بن ہارون البزاز کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ہم ابدال (صوفیاء کی اعلیٰ جماعت) کہاں تلاش کریں؟ فرمایا اگر وہ محدثین میں نہ ہوں تو پھر کہاں ہوں گے۔ (ص:۱۸۱)

(۲۹)...... امام احمدؒ کے صاحبزادے صالح فرماتے ہیں کہ کبھی میں بیمار ہوتا تو میرے والد پانی کا ایک پیالہ لیتے اس پر قرآن پڑھتے پھر فرماتے یہ پانی پی لو اور اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر مل لو۔ (۱۸۶)

---

(۱) قرآن پر عمل کا دعویٰ تو سب فرقے ہی کرتے ہیں لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ قرآن کی صرف وہ تشریح معتبر مانتے ہیں جس کی سنت (یعنی احادیث شریف) اور اجماع سے تائید ہوتی ہو۔ اس لئے انہیں اہل السنہ والجماعۃ کہتے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ اہل السنۃ والجماعۃ کے قائدین میں سے ہیں۔

(۳۰)......دوسرے صاحبزادے عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کا بال مبارک لیتے اسے آنکھوں اور منہ پر رکھتے اور اس کا بوسہ لیتے اور پانی میں بھگو کر اس کا پانی بطور شفاء استعمال کرتے اسی طرح بارہا دیکھا کہ زمزم لیکر اپنے بدن اور چہرہ پر ملتے اور اسے بطور شفاء استعمال کرتے۔

(۳۱)......علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ کی جوانی ہی میں لوگوں اور طلباء نے ان سے رجوع کرنا شروع کر دیا تھا لیکن انہوں نے حدیث وفتویٰ کا باقاعدہ منصب چالیس سال کی عمر سے پہلے اختیار نہ کیا۔ (ص:۱۸۸)

(۳۲)......محمد بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو دیکھا وہ ہمیں مسجد میں حدیثیں لکھوا رہے تھے کہ اہل مرو کے ایک صاحب نے جن کا نام ابو یعقوب تھا امام سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ امام نے اپنے بیٹے عبداللہ کو فرمایا کہ کتاب الفوائد گھر سے لے کر آؤ۔ وہ لے آئے، امام نے اس میں حدیث تلاش کی مگر نہیں ملی، پھر خود اٹھے، گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں مختلف کتابیں تھیں ان میں تلاش کرتے رہے حدیث نہیں ملی۔ سائل نے کہا اے ابو عبداللہ ہم نے آپ کو تھکا دیا، آپ رہنے دیں، فرمایا نہیں! یہ ہمارا کام ہے۔ پھر اٹھے اور مزید کتابیں لے کر آئے اور وہ حدیث تلاش کی۔ راوی کہتے کہ اس ایک واقعہ سے آپ امام کی محنت و مشقت کے ساتھ اس کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے اس طالب علم سائل کا کتنا خیال رکھا کہ گھر بیٹھ کر تلاش کرنے کے بجائے اس کے سامنے کتابیں لاکر تلاش کی تاکہ اسے وحشت نہ ہو۔ (ص:۱۹۰)

(۳۳)......امام احمد بن حنبلؒ نے احادیث شریف کا بڑا مجموعہ مرتب فرمایا جو مسند امام احمد بن حنبلؒ کے نام سے معروف ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں کی اور لوگوں کو اپنی باتیں لکھنے سے منع بھی کرتے تھے بلکہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ قرآن وحدیث کو تھامو۔

ان کی اس حسن نیت کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ان کے اقوال کثرت سے محفوظ کیے گئے۔[1] (ص:۱۹۱)

(۳۴)......فرمایا: صدق واخلاص سے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳۵)......فرمایا: نیکی کے ہر کام کو جلدی اختیار کرنا چاہیے۔

(۳۶)......عمر بن صالح کہتے ہیں کہ میں اور یحییٰ جو خود بڑے بزرگوں میں سے تھے ہم دونوں امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں پہنچے وہاں کچھ لوگ موجود تھے ہم نے پوچھا کہ اے امام دلوں میں نرمی لانے والی چیز کیا ہے؟[2] امام نے سر جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا اے میرے بیٹے حلال کھانا۔ عمر بن صالح کہتے ہیں کہ پھر میں مشہور بزرگ حضرت بشر حافیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دل کس چیز سے نرم ہوتے ہیں؟ فرمایا:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

(یعنی ذکر اللہ سے) میں نے عرض کیا کہ میں امام احمد بن حنبلؒ کے پاس گیا تھا ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے یہ کہا کہ حلال کھانے سے۔ تو حضرت

---

(۱) بلکہ ائمہ اربعہ میں سب سے زیادہ ملفوظات غالباً امام احمد بن حنبلؒ ہی کے محفوظ ہوں گے۔۱۲م

(۲) نرمی سے مراد حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے جو سنگ دلی میں ختم ہو جاتی ہے۔۱۲م

بشر نے فرمایا اصل بات وہی ہے، اصل بات وہی ہے۔ پھر میں ایک اور بزرگ حضرت عبدالوہابؒ الوراق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے وہی جواب دیا جو حضرت بشر حافیؒ نے دیا تھا، یعنی ذکر اللہ اور وہی آیت پڑھی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے تو مجھے یہ جواب دیا ہے فرمایا اصل بات وہی ہے جو انہوں نے کہی۔ اصل بات وہی ہے جو انہوں نے کہی۔

(۳۷)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا وہ اپنے نفس سے خطاب کر کے فرما رہے تھے کہ اے نفس اس وقت تھکن اختیار کر لے ورنہ بعد میں تجھے غم زدہ ہونا پڑے گا۔

(۳۸)......عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد نے دنیا کا ذکر کیا اور فرمایا تھوڑی دنیا کافی ہو جاتی ہے زیادہ کافی نہیں ہوتی (بلکہ الٹا بوجھ بن جاتی ہے)

(۳۹)......فرمایا فقر کے برابر کسی چیز میں ثواب نہیں۔ (۱) تمہیں معلوم بھی ہے جب تمہارے گھر والے تم سے ایسی چیز مانگیں جس پر تم قادر نہ ہو (اور تم غم کے باوجود اس پر صبر سے کام لو) تو تمہیں کتنا عظیم ثواب ملتا ہے۔

(۴۰)......فرمایا: جوانی تو ایسی ہے جیسے کوئی چیز جیب میں رکھی ہو اور وہ گم ہو جائے۔

(۴۱)......فرمایا: جتنی دنیا کم ہو گی اتنا ہی حساب کم ہو گا۔

(۴۲)......پوچھا گیا کہ توکل کسے کہتے ہیں ؟ فرمایا لوگوں سے نظر ہٹا کر

---

(۱) بشرطیکہ صبر کے ساتھ ہو، شکایت نہ ہو، اور مخلوق کی طرف نظر نہ ہو۔ ۱۲ م

ان سے مایوس ہو جانا۔ پوچھا گیا کہ اس کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا دلیل حضرت ابراہیم کی بات ہے جب انہیں آگ میں پھینکا جا رہا تھا۔ [۱]

(۴۳)......سلیمان بن ابی مطر فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کے پاس رات گذاری انہوں نے میرے وضو کیلئے پانی رکھا صبح دیکھا تو میں نے پانی استعمال نہیں کیا تھا۔ فرمایا حدیث شریف کے طالب علم کے لئے رات میں کوئی وظیفہ نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں مسافر تھا۔ فرمایا خواہ مسافر ہی کیوں نہ ہو، پھر فرمایا کہ حضرت مسروق حج پر گئے تھے تو کبھی ان کا تہجد قضا نہیں ہوا۔

(۴۴)......ابو عصمۃ بن عصام البیہقی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات امام کے پاس گذاری انہوں نے پانی لاکر رکھ دیا۔ صبح تشریف لائے تو دیکھا کہ یہ پانی اسی طرح ہے فرمایا سبحان اللہ، علم طلب کر رہے ہو اور رات کا کوئی وظیفہ نہیں۔

(۴۵)......حضرت علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو الوداع کہا تو عرض کیا کچھ نصیحت کر دیجئے۔ فرمایا تقویٰ کو اپنا زادراہ بناؤ اور آخرت اپنے سامنے رکھو۔

(۴۶)......فرمایا: مجھ پر یہ بات بہت بھاری ہے کہ جن لوگوں کے سینوں میں قرآن ہو ان کے کلیجے دنیا کی محبت میں پگھل رہے ہوں۔

(۴۷)......صاحبزادہ عبداللہ کو ایک دن نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے پیارے بیٹے ہمیشہ نیکی کی نیت رکھو اور جب تک تمہاری نیت نیکی کی ہے تم

---

(۱) فرشتوں نے مدد کیلئے عرض کیا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ میرا حال دیکھ رہا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ آپ کو میری کسی مدد کی ضرورت ہے تو میں خدمت انجام دوں، فرمایا حاجت تو ہے مگر آپ کی طرف نہیں بلکہ اپنے رب کی طرف۔ (معارف القرآن ص:۲۰۲، ج:۶)

نیکی ہی میں سمجھے جاؤ گے۔

(۴۸)......ابو بکر مروزی فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو مرتبہ بلند کس چیز سے ملا؟ فرمایا صدق سے (یعنی ان کا ظاہر و باطن ایک ہو اور سنت کے مطابق ہو) (ص:۲۰۰)

(۴۹)......فرمایا: ہر چیز کی ایک عزت ہے اور دل کی عزت یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے راضی ہو۔

(۵۰)......محمد بن اسماعیل بن العلاء فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ رزق اللہ الکلواذی نے ہماری دعوت کی جو بہت پر تکلف تھی، حاضرین میں امام احمد بن حنبلؒ، یحییٰؒ بن معین، ابوخیثمہؒ جیسے حضرات بھی موجود تھے۔ انہوں نے بادام سے بنا ہوا ایک حلوہ پیش کیا جس پر اسی (۸۰) درہم لاگت آئی تھی۔ حضرت ابوخیثمہ نے فرمایا کہ یہ تو اسراف (یعنی فضول خرچی) ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا اگر ساری دنیا ایک لقمہ کی بمقدار ہو اور کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے منہ میں اسے (محبت اور اخلاص لوجہ اللہ کے ساتھ) رکھ دے تو اسے فضول خرچ نہیں کہا جاسکتا۔ یحییٰ بن معین نے بھی امام احمد بن حنبلؒ کی تائید کی اور کہا آپ نے سچ فرمایا۔(۱)

---

(۱) احقر کو یہاں حضرت اقدس مفتی رشید احمد قدس سرہ کی کی ہوئی ایک دعوت یاد آ گئی جس میں مفتی عبداللہ صاحب بری مفتی عبدالرؤف صاحب اور دارالعلوم کراچی کے اساتذہ شریک تھے احقر بھی اس میں حاضر تھا دارالعلوم کے اساتذہ کے لئے کی جانے والی یہ دعوت ایسی پر تکلف تھی جس کی نظیر احقر نے اپنی زندگی میں ابھی تک نہیں دیکھی۔ (مستقبل کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے) ہر وہ چیز جو کسی دعوت میں پیش کی جاسکتی ہے وہ اپنی تمام انواع کے ساتھ اس دستر خوان پر موجود تھی۔ ۱۲ محمود اشرف غفرلہ

(۵۱)...... حنبل بن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے امام احمد نے دیکھا کہ میں باریک خط میں لکھ رہا ہوں، فرمایا ایسا نہ کرو جس وقت (بڑھاپے میں) تمہیں اسکی ضرورت ہوگی اس وقت یہ خط تمہارے کام نہ آئے گا۔

(۵۲)...... امام احمد بن حنبلؒ سے بعض اشعار بھی منقول ہیں:

اذا ماخلوتَ الدهر يوماً فلا تَقُلْ	خلوتُ ولكن قل عليَّ رقيب
ولا تحسبن الله يغفل ساعةً	ولا أن ماتُخفي عليه يغيب
لهونا عن الأعمال حتى تتابعت	ذنوب على آثار هن ذنوب
فيا ليت أن الله يغفر مامضى	ويأذن في توباتنا فنتوب

(ص:۲۰۵)

(۵۳)...... سعید بن یعقوب فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے مجھے خط لکھا:

''دنیا (کی محبت) بیماری ہے اور اقتدار (کی محبت بھی) ایک بیماری ہے اور عالم دین طبیب ہے۔ جب تم کسی طبیب کو دیکھو کہ وہ بیماری اپنی طرف کھینچ رہا ہے تو اس سے بچ کے رہنا۔ والسلام''

(۵۴)...... ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ امام احمد جب گھر میں ہوتے تو عام طور سے بہت خشوع سے بیٹھتے لیکن جب باہر جاتے تو اتنا خشوع نہ ہوتا۔ (کیونکہ ان کا خشوع اللہ تعالیٰ کے لئے تھا لوگوں کو دکھانے کے لئے نہیں)

(۵۵)...... حسن بن اسماعیل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ امام احمد کی مجلس میں بعض اوقات پانچ پانچ ہزار کا مجمع ہوتا۔ پانچ سو سے کم افراد لکھنے والے تھے اور باقی لوگ ان سے حسن ادب سیکھا کرتے تھے۔

(۵۶)......امام احمد سادہ لباس استعمال کرتے لیکن بہت صاف ستھرا، عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھنے اور سر، مونچھوں کے بالوں کا ان سے زیادہ خیال رکھتا ہوں۔ (ص:۲۱۳)

(۵۷)......صاحبزادہ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میرے والد جب بھی مسجد سے اپنے گھر واپس آتے تو داخل ہونے سے پہلے کبھی اپنا پاؤں زور سے زمین پر مارتے جس کی آواز اندر تک سنائی دیتی یا کھنکھارتے تاکہ اندر والوں کو علم ہو جائے کہ وہ آ رہے ہیں۔ (۱)

(۵۸)......عبدالملک المیمونی فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ سے کوئی سوال کرنے کے لئے انہیں اپنی طرف متوجہ کرتا تو اکثر فرماتے ''لبیک'' (حاضر)

(۵۹)......ابراہیم حربی فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ شادی، خوشی کی دعوتوں میں شریک ہو جاتے دعوت قبول کرتے اور کھانا کھا لیتے تھے۔ (یعنی جبکہ کوئی عذر طبعی یا شرعی مانع نہ ہو)

(۶۰)......ہارون بن عبداللہ الحمال فرماتے ہیں کہ احمد بن حنبلؒ رات کے وقت میرے گھر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون! کہا احمد، میں جلدی سے اٹھا اور خیر مقدمی کلمات عرض کئے۔ پھر عرض کیا اے ابوعبداللہ اس وقت کیسے تشریف لانا ہوا؟ میرے لائق کوئی خدمت؟ فرمایا آج سارے دن تمہارے ایک عمل کا مجھ پر اثر رہا۔ میں نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا:

---

(۱) احقر نے اپنے دادا حضرت مفتی محمد شفیع قدس سرہ اور اپنے والد مولانا محمد ذکی کیفیؒ کا عمل بھی یہی دیکھا ہے۔

میں تمہارے پاس سے گذرا تھا میں نے دیکھا کہ تم سایہ میں بیٹھے لوگوں کو حدیث سنا رہے ہو اور لوگ دھوپ میں اپنے قلم و دوات لیئے بیٹھے ہیں۔ آئندہ ایسا نہ کرنا، جب بیٹھو لوگوں کے ساتھ بیٹھو۔ (۲۲۰)

(۶۱) فرمایا: معتصم باللہ جس نے مجھے کوڑوں کی سزا دی ہے میں اسے معاف کر چکا ہوں۔

(۶۲)......ابن ہانی کہتے ہیں کہ میں امام احمد حنبلؒ کے پاس تھا ایک شخص نے آکر ان سے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ فرمایا اگر تم دوبارہ نہ کرو تو معاف ہے۔ (حکمت کے ساتھ اسے معافی بھی دیدی اور آئندہ کے گناہ سے بھی روکا)

(۶۳)......ایک شخص نے ان کے سامنے بدتمیزی کی اور گستاخی کی باتیں کیں پھر اگلے دن معافی مانگنے آیا تو فرمایا تمہارے واپس پلٹتے ہی میں نے تمہیں معاف کر دیا تھا۔

(۶۴)......ابراہیم حربی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ کو حسن ادب، علم اور حلم کی خاص توفیق نصیب ہوئی تھی۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور مذاق اڑانے کیلیئے ان سے کہا کہ آپ کے پاس زندیقوں کی کتاب ہے۔ امام احمدؒ کچھ لمحے خاموش رہے پھر فرمایا مومن کو چاہئے کہ اپنی قبر کی حفاظت کرے۔ (ص:۲۲۳)

(۶۵)......امام احمد کو اپنے مرحوم والد کی طرف سے وارثت میں کچھ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ملی تھی اسے کرایہ پر دیا ہوا تھا اس کے کرایہ پر ان کا گذر تھا اور اسی کی بدولت وہ لوگوں کے ہدایا پر نظر کرنے سے محفوظ تھے۔ (ص:۲۲۳)

(۶۶)......محمد بن یاسین البلدی فرماتے ہیں کہ میں امام احمدؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے کرایہ داروں میں سے ایک شخص ڈیڑھ درہم لایا اور انہیں دیئے۔ امام احمد نے مجھے چھوڑا اندر گھر تشریف لے گئے چہرہ پر خوشی کا اثر تھا۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید اس رقم سے ان کی کوئی ضرورت پوری ہوئی ہے۔

(۶۷)......اسحٰق بن راھویہ فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبلؒ حضرت عبدلرازق کی خدمت میں یمن گئے تو خرچ ختم ہوگیا۔ ساتھیوں نے کوشش کی کہ ان کی مدد کریں لیکن انہوں نے قبول نہیں کی البتہ اجرت پر کتابوں کے نقل کرنے کا کام کیا اور اس سے اپنا گذارہ کیا۔

(۶۸)......حضرت عبدالرزاق کی بستی سے واپسی میں ایک درہم کی ضرورت تھی تو دکاندار سے کہا یہ میرا جوتا لے لو اگر میں نے صنعاء سے درہم بھیج دیا تو تم میرا جوتا واپس کر دینا ورنہ یہ تم ایک درہم کے عوض میں رکھ لینا، کیا تم اس پر راضی ہو؟ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ (ص: ۲۲۷)

(۶۹)......حضرت عبدالرزاق نے ایک مرتبہ احمد بن حنبلؒ کا ذکر کیا اور ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا جب وہ یہاں آئے تو مجھے اطلاع ملی کہ ان کا خرچ ختم ہوگیا ہے۔ میں نے دس دینار لیئے اور دروازہ کے پیچھے انہیں لے گیا جہاں میرے اور ان کے سوا کوئی اور انسان نہیں تھا اور انہیں وہ دس دینار دیئے اور کہا کہ ہمارے پاس دینار جمع نہیں ہوتے لیکن گھر کی خواتین کے پاس یہ رقم جمع ہوگئی تھی تم یہ لے لو۔ امید ہے کہ ہمارے پاس رقم آجائے گی۔ تو احمد بن حنبلؒ مسکرائے اور فرمایا اے ابوبکر اگر میں لوگوں میں سے کسی سے لیتا تو آپ سے لیتا (لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا) چنانچہ انہوں نے وہ رقم نہیں لی (ص: ۲۲۸)

(۷۰)......علی بن الجہم کہتے ہیں کہ ربض کے ایک آدمی نے مجھے ایک کتاب دکھائی اور کہا کہ یہ تحریر پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں یہ امام احمد بن حنبلؒ کی تحریر ہے تمہارے پاس اس کی یہ کتاب کہاں سے آئی؟ اس نے کہا یہ کتاب ان کی نہیں میری ہے اور اس کا قصہ یہ ہے کہ ہم سفیان بن عیینہ کی خدمت میں حدیثوں کے لئے گئے تو احمد بن حنبلؒ کے کپڑے اور سامان چوری ہو گیا۔ میں نے کوشش کی کہ ان کی مدد کروں لیکن انہوں نے مدد قبول نہیں کی بلکہ مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں سفیان بن عیینہ کی احادیث تمہیں نقل کر کے دیدوں اس کی اجرت لے سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اجرت لے کر یہ کتاب میرے لئے نقل کی۔

(ص:۲۳۰)

(۷۱)......امام احمد بن حنبلؒ بہت کم ہی کسی کا ہدیہ قبول کرتے تھے بالخصوص اگر انہیں اس بات کا اندازہ ہو جاتا کہ دینے والا ان کی حاجت کے پیش نظر پیش کر رہا ہے تو وہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیتے تھے۔ (دیکھیں ص:۳۳۱تا۲۳۹)

(۷۲)......امام احمد کسی کا احسان قبول نہ فرماتے اگر کوئی احسان کرتا تو اس کے ساتھ خصوصی احسان کا معاملہ فرماتے۔ امام احمدؒ کی قینچی ان کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی ان کے ایک کرایہ دار نے وہ نکال کر ان کی خدمت میں پیش کی تو اسے نصف درہم ہدیہ دینا چاہا تو اس نے عرض کیا یہ قینچی تو ایک قیراط سے زیادہ قیمت کی نہیں اور آپ مجھے نصف درہم دے رہے ہیں۔ اس نے نصف درہم لینے سے معذرت کر لی بعد میں امام احمدؒ نے اسے تین ماہ کا کرایہ نو (۹) درہم معاف کر کے اس کے احسان کی تلافی فرمائی۔ (ص:۲۳۹)

(۷۳)......ایک شخص نے امام کو پھل بھیجے تو امام نے اسے کپڑے عطا فرمائے۔

(۷۴)......ابراہیم السمرقندی فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارمی سے پوچھا کہ کیا احمد بن حنبلؒ امام ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ انہوں نے ستر سال فقر پر صبر سے کام لیا ہے۔

(۷۵)......امام احمد کی اہلیہ ام صالح کپڑا بنتی تھی جو بہت باریک اور نفیس ہوتا تھا، ایک مرتبہ انہوں نے بُنا ہوا کپڑا بازار میں فروخت کرنے کے لئے امام کے ذریعہ ابو جعفر القطان کو دیا ابو جعفر کہتے ہیں کہ وہ کپڑا بازار میں چار درہم میں فروخت ہوا جبکہ سابقہ کپڑے ڈیڑھ درہم یا دو درہم میں فروخت ہوتے تھے۔ جب میں چار درہم لے کر امام احمد کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ پر نکیر کی اور رقم لینے سے انکار کیا اور فرمایا تم نے اپنے پاس سے رقم ملائی ہوگی؟ میں نے عرض کیا نہیں، یہ باریک بنائی تھی اس لئے اس کی رقم ہی زیادہ ملی ہے۔

(۷۶)......فرماتے تھے: کھانا عمدہ ہو یا سادہ، لباس اعلیٰ ہو یا ہلکا، زندگی کے یہ تھوڑے دن گذر ہی جاتے ہیں۔ (ص: ۲۴۸)

(۷۷)......علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ جب میں امام احمدؒ کے گھر میں داخل ہوتا تو حضرت سوید بن غفلہ کا گھر یاد آجاتا جو تابعین کرام میں زہد و فقر کا نمونہ تھے۔

(۷۸)......امام کی غذا بہت سادہ تھی، عمدہ غذا استعمال فرماتے لیکن بہت کم اور برائے نام، کھاتے ہوئے خوب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور فرماتے کھانا

اور شکر ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی چپ چاپ کھانا کھالے۔

(۷۹)......لباس درمیانہ ہوتا نہ بہت اعلیٰ نہ بہت گھٹیا، ہاں صاف ستھرا عمامہ اکثر ہی استعمال فرماتے ہاں کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی استعمال کرتے تھے۔(۲۵۵)

(۸۰)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے چمڑے کا ایک نیا جوتوں کا جوڑا امام کے لئے بنوایا اور اسے ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اگلے دن گیا تو فرمایا اس نئے جوڑے کا میری طبیعت پر اثر رہا تم میرا پرانا جوڑا ہی مرمت کروادو یہ سولہ (۱۶) سال سے میرے زیر استعمال ہے اور جو وقت آگے آنے والا ہے وہ گذرے ہوئے وقت سے اب بہت کم ہے۔

(۸۱)......بادشاہوں کے عطیات سے زندگی بھر اجتناب کرتے رہے۔ بیٹے نے ایک مرتبہ پوچھا کہ فلاں خلیفہ نے کچھ رقم بھجوائی تھی وہ میرے پاس ہے کیا میں اس سے حج کرسکتا ہوں؟ فرمایا ہاں! بیٹے نے عرض کیا آپ نے کبھی یہ رقم استعمال نہیں کی، فرمایا میں اسے حرام نہیں سمجھتا لیکن مجھے اس کا استعمال پسند نہیں۔ (۱)

(۸۲)......حضرت علی بن المدینیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے احمد بن حنبلؒ جیسا کوئی شخص دیکھا ہے فرمایا کہاں آسمان کہاں زمیں۔ ان کا ایک واقعہ میرے سامنے کا یہ ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ قیام کے دوران ایک دکاندار کے پاس اپنا برتن رہن رکھ کر کوئی چیز حاصل کی۔ جب وہ رقم دینے آئے تو اس نے دو برتن ایک ہی جیسے ان کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ ان میں سے ایک آپ کا ہے وہ لے لیں۔ امام احمدؒ کو کسی ایک برتن پر یقین نہ ہوا تو انہیں نے دونوں برتن اسی

(۱) یہ فتوی اور تقوی کے حدود کی رعایت کی اعلیٰ مثال ہے۔

کے پاس چھوڑ دیئے۔ (ص:۲۵۹)

(۸۳)......صاحبزادہ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو سنا وہ یحیٰی بن معین سے فرمارہے تھے کہ اے ابوزکریا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم ''حدثنا اسماعیل ابن عُلیۃ'' کے الفاظ سے حدیث بیان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں، فرمایا اس طرح نہ کہا کرو کیونکہ اسماعیل بن ابراہیم اپنی والدہ ''علیۃ'' کے اس طرح کے ذکر کو پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا'' حدثنا اسماعیل بن ابراہیم'' کہا کرو۔ یحیٰی نے عرض کیا اے خیر کی تعلیم دینے والے معلم ہم نے آپ کی اس نصیحت کو قبول کیا۔ یعنی آئندہ اس کا خیال رکھیں گے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ کسی شخص کا ذکر ان الفاظ سے کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو مناسب نہیں بالخصوص جبکہ وہ عالم بھی ہو۔ علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ کئی محدثین اپنی والدہ کی طرف نسبت سے معروف ہوئے مثلاً بلال بن حمامہ، معاذ بن عفراء، بشیر بن الخصاصیۃ، ابن بحنیہ، وغیرہ۔

(۸۴)......احمد بن محمد المروزی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو سنا انہوں نے بے شمار مسائل کے بارے میں فرمایا ''لا أدری'' اکثر مسائل وہ تھے جن میں علماء کے اقوال کا انہیں علم تھا لیکن ان کی اپنی رائے اس میں فیصلہ کن نہ تھی۔

(۸۵)......فرمایا: میں بسا اوقات کسی ایک مسئلہ میں تین تین سال لگاتا ہوں اس کے بعد فیصلہ ممکن ہوتا ہے۔

(۸۶)......امام شافعیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے کہا مجھ سے خلیفہ وقت

نے یمن کے قاضی کے لئے رائے لی تھی میں نے تمہارا نام دیا ہے۔ تو امام احمدؒ نے عرض کیا میں آپ کے پاس علم حاصل کرنے آیا ہوں عہدہ قبول کرنے نہیں۔ اور عہدہ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہ عرض کیا کہ آپ اصرار نہ فرمایئے گا ورنہ میں شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ (ص:۲۷۱)

(۸۷)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ امام احمد فقراء کا بہت خیال رکھتے تھے (کہ ان کی دل شکنی نہ ہو) میں نے کسی مجلس میں فقراء کی وہ عزت نہ دیکھی جو ان کی مجلس میں تھی۔

(۸۸)......یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں تقریباً پچاس سال امام احمدؒ کے قریب رہا ہوں میں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔ نیکی اور خیر کے کسی کام پر انہوں نے کبھی فخر کا اظہار نہیں کیا۔

(۸۹)......صاحبزادہ صالح فرماتے ہیں کہ بعض اوقات والد گھر کی سبزی اور سامان خود خرید کر لاتے اور خود اٹھا کر لاتے، ایک مرتبہ کلہاڑ اٹھیک کروانے کی ضرورت پڑی تو خود لے جا کر ٹھیک کروا کے لائے۔

(۹۰)......اسماعیل بن اسحاق الثقفی فرماتے ہیں کہ جب میری امام احمد سے پہلی ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنے سر کا بوسہ لینے کی اجازت دیدیجئے فرمایا میں اس درجہ کا آدمی نہیں ہوں (کہ اس کے سر کو بوسہ دیا جائے)

(۹۱)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے سامنے اس سے کہا جائے کہ آپ نے احیاء سنت کا کام کیا ہے (اور واقعۃً اس نے کیا ہو) تو؟ فرمایا اس میں اس شخص کے دل کو خراب کرنا ہے (یعنی وہ تکبر یا عجب میں مبتلا ہو سکتا ہے)

(۹۲)......مجلس میں خراسان سے ایک شخص آیا، امام سے ملا اور کہا الحمد اللہ کہ مجھے آپ کے دیدار کی سعادت ملی فرمایا: بیٹھ جاؤ میں کیا؟ میری حیثیت کیا؟

(۹۳)......احمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ ہم امام احمد کی خدمت میں پہنچے تو خراسان سے آئے ہوئے ایک شیخ نے کہا اللہ اللہ سب لوگ حدیث اور فقہ میں آپ کے محتاج ہیں۔ امام نے حیرانی سے فرمایا میرے محتاج؟ پھر امام نے ایک لمبا سانس بھرا اور چہرہ پر غم کے آثار تھے۔ (۱)

(۹۴)......علی بن عبد الصمد الطیالسی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا ہاتھ امام احمدؒ کے ہاتھ پر پھیرا، پھر بطور تبرک اپنا ہاتھ اپنے پورے جسم پر پھیرا تو امام سخت غصہ ہوئے اپنے ہاتھوں کو جھاڑا اور فرمایا یہ طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟ اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

(۹۵)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ امام احمد نے اپنی مجلس میں متقی لوگوں کا ذکر کیا۔ پھر افسوس کے لہجہ میں فرمایا ان کا ذکر کہاں اور ہم کہاں؟ یا اللہ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھیئے۔

(۹۶)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے عرض کیا: آپ کے لئے دعا کرنے والے بہت ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کے گمان سے بہتر کر دے اور ہماری جن خطاؤں، غلطیوں کا انہیں علم نہیں اللہ تعالیٰ وہ معاف کر دے۔

---

(۱) ہمارے شیخ حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی آجاتی ہے تو آدمی اپنے آپ کو ہیچ در ہیچ سمجھتا ہے۔۱۲

(۹۷)......مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام کے سامنے ذکر کیا کہ بعض محدثین یہ فرماتے ہیں کہ امام احمد نے صرف پیسہ اور دولت ہی میں زہد سے کام نہیں لیا بلکہ لوگوں کے معاملہ میں بھی وہ زہد سے مالا مال ہیں۔ [1] فرمایا میری کیا حیثیت کہ میں لوگوں کو چھوڑ دو؟ ہاں لوگوں نے ہی مجھے چھوڑ دیا ہے۔ [2]

(۹۸)......امام احمد شادی، خوشی کی دعوت میں شریک ہو جاتے تھے (جبکہ کوئی شرعی یا طبعی عذر مانع نہ ہو) ایک شخص احمد بن الحکم العطار نے خوشی کی ایک دعوت کی اور علماء بھی اس دعوت میں بلائے گئے تھے۔ امام پہنچے تو دیکھا کہ چاندی کی ایک کرسی رکھی ہوئی ہے امام نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے خود بھی وہاں سے نکل گئے اور ان کے ساتھ مدعوین کی ایک جماعت بھی نکل گئی۔ امام چل پڑے تو دعوت دینے والا (دوڑتا ہوا آیا اور قسمیں کھانے لگا کہ مجھے اس کا علم نہیں تھا اور نہ میں نے یہ کرسی منگوائی ہے۔ لیکن امام پھر دعوت میں واپس تشریف نہیں لے گئے اور فرمایا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

(۹۹)......صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد تنہائی پسند تھے ہاں نماز جنازہ، مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

(۱۰۰)......فرمایا: مجھے ایسی چیز کی خواہش ہے جو ہونے والی نہیں، میں چاہتا ہوں ایسی جگہ ہو جہاں کوئی نہ ہو۔

(۱۰۱)......فرمایا: خلوت میں میرے دل کو راحت ملتی ہے۔ میں چاہتا

---

(۱) یعنی انہیں نہ پیسے کی رغبت ہے نہ لوگوں کی تعریف اور میل جول کی۔

(۲) یہ صوفیاء کی اس ہدایت کے مطابق ہے کہ اگر کوئی شخص گوشہ نشینی اختیار کرے تو یہ سمجھ کر اختیار کرے کہ لوگ میری تکلیفوں اور ... بت دہی سے بچ جائیں۔ یہ نیت نہ کرے کہ میں لوگوں میں موجود گناہوں سے بچا رہوں

ہوں کہ نہ کوئی مجھے دیکھے اور نہ میں کسی کو دیکھوں۔ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں جا بیٹھوں جہاں کوئی جان پہچان والا نہ ہو۔

(۱۰۲)......عبدالصمد الأصبہانی فرماتے ہیں کہ میں امام کے پاس حاضر ہوا تو ان کے بیٹے عبداللہ نے آ کر اطلاع دی کہ فلاں صاحب آئے ہیں اور وہ یہ بتاتے ہیں کہ فلاں شخص کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کا جنازہ فلاں وقت ہے امام نے اس کیلئے مغفرت اور راحت کی خوب دعا کی مگر جنازہ پر تشریف نہ لے گئے۔ (۱) بیٹے نے بتایا کہ امام کو گوشہ نشینی کی رغبت ہے اور لوگوں کے ساتھ میل جول سے گھبراتے ہیں (ص:۲۸۱)

(۱۰۳)......امام احمد کے چچا ان کے پاس تشریف لائے دیکھا غم زدہ ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے فرمایا چچا وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے جس کی شہرت نہ ہوئی ہو۔

(۱۰۴)......ابو حاتم فرماتے ہیں کہ امام احمد اپنے لباس کپڑے جوتوں وغیرہ میں اس کا خیال رکھتے تھے کہ وہ خاص طور پر فقراء (بزرگوں) والے نہ ہوں، کیونکہ وہ ہمیشہ شہرت سے بچتے تھے۔

(۱۰۵)......ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام نے فرمایا عبدالوہاب سے کہنا کہ وہ اپنی شہرت نہ ہونے دے کیونکہ میں تو شہرت میں مبتلا ہوگیا ہو۔ پھر فرمایا واللہ اگر میرے بس میں ہوتا تو یہ شہر (بغداد) چھوڑ جاتا اور ایسی جگہ جا کر رہتا کہ میرا وہاں کوئی ذکر کرنے والا نہ ہوتا۔

(۱۰۶)......امام جب چلتے تو کسی کو اپنے پیچھے پیچھے چلنے کی اجازت نہ

---

(۱) کیونکہ ہر جنازہ میں جانا شرعاً کوئی لازم نہیں اور ضروری نہیں ممکن ہے کچھ اور عذر بھی ہو

دیتے تواضع کے ساتھ تنہا چلتے ایک مرتبہ صبح کی نماز پڑھی پھر گھر کے دروازہ پر پہنچ کر فرمایا۔ دیکھو آئندہ میرے پیچھے نہ چلنا۔ جمعہ کے دن بھی کسی کو اپنے پیچھے پیچھے چلنے نہیں دیتے۔ ایسے موقعہ پر خود کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ پیچھے آنے والے واپس چلے جاتے۔ (ص:۲۸۲۔۲۸۳)

(۱۰۷)......صاحبزادہ صالح فرماتے کہ جب کوئی شخص میرے والد کو دعائیں دیتا تو فرماتے، اعتبار خاتمہ بالخیر کا ہے۔ اور کثرت سے یہ دعا کرتے **اللھم سلّم سلّم** (یا اللہ سلامتی، سلامتی) حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عمر بن عبد العزیز بھی یہ دعا کثرت سے کرتے اور **اللھم سلّم سلّم**۔ (پل صراط پر بھی یہ دعا انبیائے کرام علیہم السلام کی منقول ہے)

(۱۰۸)......ابو بکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم الحصری کو امام احمد کے پاس لے گیا جو ایک نیک شخص تھے انہوں نے امام سے ذکر کیا کہ میری والدہ نے آپ کو جنت میں دیکھا ہے اور پھر پورا خواب سنایا۔ امام احمد نے فرمایا۔ اے میرے بھائی سہل بن سلامۃ کو بھی لوگوں نے آکر اس طرح کا خواب سنایا تھا لیکن بعد میں سہل بن سلامہ نے مسلمانوں کا بہت خون بہایا۔ پھر فرمایا خواب سے مؤمن کو خوش ہونا تو درست ہے لیکن خواب سے دھوکہ میں پڑنا جائز نہیں۔ (ص:۲۸۴)

(۱۰۹)......ابو بکر مروزی بتاتے ہیں کہ میں ایک صبح امام احمد کے پاس گیا اور ان سے حال پوچھا تو فرمایا اس شخص کا کیا حال جس کا پروردگار اس سے فرائض کی ادائیگی کا مطالبہ کر رہا ہوں، نبی علیہ السلام کا مطالبہ سنت کی ادائیگی کا ہو۔ فرشتے درست عمل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہوں ادھر اس کا اپنا نفس خواہشات کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتا ہو، شیطان فحاشی کا مطالبہ کرتا ہو، ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے تیار ہو اور گھر والے خرچ کا مطالبہ کر رہے ہوں؟ ص:۲۸۴)

(۱۱۰)......امام احمد کنوئیں سے پانی خود نکالتے کسی کو نکالنے نہ دیتے۔اور ڈول بھرا ہوا آتا تو الحمدللہ فرماتے صاحبزادہ نے پوچھا تو فرمایا کیا تم نے سورہ الملک کی آیت نہیں پڑھی؟

﴿قل أرأيتم إن أصبح ماءُ كم غوراً فمن يأتيكم بمآء معين﴾

(۱۱۱)......صاحبزادہ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد ہر سات دن میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے، عشاء کی نماز پڑھکر کچھ دیر سوتے پھر جاگ کر نفلیں شروع کرتے تو صبح کر دیتے۔

(۱۱۲)......امام شافعیؒ کے صاحبزادے محمد بن محمد بن ادریس سے فرمایا کہ تمہارے والد اُن چھ افراد میں شامل ہیں جن کے لئے میں فرض نماز کے بعد اور تہجد میں بطور خاص دعا کرتا ہوں اُن چھ افراد میں امام احمد کے اپنے والدین، امام شافعی اور امام ابوزرع شامل تھے۔

(۱۱۳)......صاحبزادہ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ جب امام ابوزرعہ میرے والد کے پاس آ کر ٹھہرتے تو میرے والد زیادہ تر انہی کے پاس بیٹھتے اور علمی مذاکرہ کرتے اور فرماتے کہ میں نے ابوزرعہ کی علمی مجلس کو نوافل پر ترجیح دی ہے۔(ص:۲۸۹)

(۱۱۴)......صاحبزادہ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے والد کو سنا وہ نماز کے بعد اکثر یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهم كما صنت وجهي عن السجود لغيرك
فصُن وجهي عن المسألة لغيرك

''اے اللہ جیسے آپ نے میرے چہرہ کو دوسروں کے سامنے سجدہ کرنے سے محفوظ فرمایا ہے اے اللہ اسی طرح میرے چہرہ کو دوسروں کے سامنے مانگنے سے بھی محفوظ فرما دیجئے''

میں نے پوچھا آپ اکثر یہ دعا کرتے ہیں تو کیا یہ دعا منقول ہے فرمایا ہاں میں نے وکیع بن الجراح کو سجدہ میں یہ دعا کرتے سنا ہے میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے سفیان ثوری کو بکثرت سجدہ میں یہ دعا کرتا سنا، اور سفیان ثوری فرماتے تھے کہ میں نے منصور بن المعتمر کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔

(۱۱۵)......طلحہ بن عبید اللہ البغدادی فرماتے ہیں کہ میں بحری جہاز کے ایک سفر میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ تھا وہ پورے راستہ زیادہ خاموش ہی رہے، ہاں یہ دعا مانگتے میں نے سنا اے اللہ اسلام اور سنت پر موت عطا فرمایا۔(۲۹۵)

(۱۱۶)......صاحبزادہ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں بہت چیونٹیاں ہوگئیں، تو والد صاحب نے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ چیونٹیاں گھر سے کالے لشکر کی شکل میں نکل رہی ہیں۔

(۱۱۷)......علی بن اَبی حرارہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ بیس سال سے بیمار صاحب فراش تھیں ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا احمد بن حنبلؒ کے پاس جاؤ اور میرے لئے دعا کراؤ میں گیا دروازہ کھٹکھٹایا وہ دروازہ کے قریب تھے لیکن انہوں نے دروازہ نہیں کھولا، پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں فلاں محلّہ کا رہنے والا ہوں میری ماں صاحب فراش ہے اس نے مجھے آپ کے پاس دعا کے لئے بھیجا ہے کہ آپ ان کے لئے دعا کردیں......اندر سے غصہ بھرے شخص کی آواز سُنائی دی کہ ہم اس بات کے زیادہ محتاج ہیں کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں......کچھ انتظار کے بعد میں واپس پلٹنے لگا تو گھر سے ایک بڑھیا نکل کر آئی اور کہنے لگی کہ کیا تم نے ابھی بات کی تھی؟ میں نے کہا ہاں وہ بولی میں انہیں اندر اس حال میں چھوڑ کر آئی ہوں کہ وہ تمہاری والدہ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں راوی کہتے ہیں کہ میں فوراً گھر واپس

گیا دروازہ کھٹکھٹایا تو میری والدہ اپنے پاؤں پر چلتی آئیں اور آ کر دروزہ کھولا اور کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت عطا فرمادی (ص:۲۹۶)

(۱۱۸)......محمد بن یوسف الجوھری فرماتے ہیں کہ میں قید کے زمانہ میں امام کے پاس جیل میں حاضر ہوا وہاں ابوسعید الحدّاد بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا الحمدللہ خیر و عافیت سے ہوں، ابوسعید نے فوراً کہا رات تو آپ کو بخار رہا ہے فرمایا جب میں نے یہ کہہ دیا کہ میں عافیت سے ہوں تو بس کافی ہے، ایسی بات کیوں کہلوانا چاہتے ہو جو مجھے ناپسند ہے۔

(۱۱۹)......صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ میں ۷۷ سال کا ہو کر اٹھترویں میں داخل ہو گیا ہوں۔ اسی رات انہیں بخار شروع ہوا اور بروز جمعہ ۱۲/ربیع الاوّل ۲۴۱ھ کو چاشت کے وقت انتقال ہوا عصر کی نماز کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی اور غروب شمس کے وقت یہ آفتاب علم بھی اپنی قبر میں جا پہنچا رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

(۱۲۰)......صاحبزادہ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں نے خواب میں رب تبارک تعالیٰ کی زیارت کی، میں نے پوچھا اے پرودگار آپ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے سب سے افضل چیز کیا ہے فرمایا اے احمد میرا کلام (یعنی قرآن) میں نے عرض کیا سمجھ کر یا بغیر سمجھے جواب ارشاد ہوا سمجھ کر ہو یا بغیر سمجھے (ص:۴۳۴)

(۱۲۱)......امام احمد بن حنبل کے شاگردوں میں امام بخاری امام مسلم سمیت احمد بن ابراہیم الدورقی، احمد بن سعید الدرامی احمد بن صالح المصری، احمد بن محمد بن الحجاج، ابوبکر المروزی یہ امام کے بہت قریب تھے، آخر وقت میں بھی یہی پاس رہے

اور امام احمد کے مسائل، واقعات اور ملفوظات نقل کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ احمد بن الخزامی ۔ احمد بن یحییٰ ثعلب ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابراہیم بن اسحاق نیساپوری، اسماعیل بن یوسف الدیلمی اسحاق بن منصور الکوسج، عبدالوھاب الوراق ان پر امام احمد بہت اعتماد کرتے تھے اور فرمایا کہ ان سے مسائل پوچھا کرو کیونکہ وہ نیک آدمی ہیں۔ ابوبکر الخلال، سلیمان بن احمد الطبرانی، عبداللہ بن ابی داؤد، السجستانی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ابوحفص العکبری، ابن السماک، ابوبکر الانباری، اور بڑے بڑے جلیل القدر علماء شامل ہیں۔ (۱)

(۱۲۲)...... رحمه الله تعالیٰ ورضی عنه وأرضاه و عوضه عن خدماته الجليلة كما يحبه و يرضاه، ورحمه الله تعالیٰ الائمة الاربعة وجميع الفقهاء والمحدثين وأولياءه المتقين و سلفنا الصالح وجزاهم عنا خير الجزاء من عنده ووفقنا لاتباعهم باحسان وحكمة و تقویٰ و تفقه واخلاص. ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انک رؤف رحيم.

والحمدلله رب العالمين وصلى الله وسلم وبارک علی حبيبنا وسيدنا محمد و آله وصحبه اجمعين

(۱) ۱۲۱ نمبر تک کے تمام نمبرات علامہ ابن الجوزیؒ کی کتاب مناقب الامام احمد بن حنبل سے ماخوذ تھے۔